الموت جسر يوصل الحبيب الى الحبيب

موت ایک پُل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملاتا ہے۔

ایک دن مرنا ہے

آخر موت ہے

از افادات

حضرت مولانا شیخ

محمد اظہر اقبال صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

مکتبۃ الفقیر کراچی

حقوق الطبع محفوظۃ

نام کتاب	:	ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
تالیف	:	حضرت مولانا شیخ محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم
صفحات	:	32
تعداد	:	1100
اشاعت	:	اول
سن اشاعت	:	2016
ناشر	:	مکتبۃ الفقیر کراچی
فون نمبر	:	0322-2181020
ویب سائٹ	:	www.islamicessentials.org
ای میل	:	info@islamicessentials.org

ملنے کا پتہ	:	مکتبۃ الفقیر
	:	نزد رنگون والا ہال، بہادر آباد، کراچی

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
6	**موت کا الارم**	1
6	✍ بس ڈرائیور کی اچانک موت	2
7	✍ ایک CEO کا واقعہ	3
7	✍ ولیمے والے دن فوت ہو گئے	4
8	✍ میرے چچا کی اچانک موت	5
8	**عقل مند انسان کون؟**	6
9	**سب سے بڑی فکر "اللہ کو راضی کرنا"**	7
10	**اچھی موت کے حقدار چار طرح کے لوگ**	8
11	1. **پہلا شخص جو نگاہوں کی حفاظت کرنے والا**	9
11	▪ دفتری امور میں نظر کی حفاظت	10
12	▪ غلط نگاہ ڈالنے والے کو سلبِ ایمان کا خطرہ	11
12	▪ بد نظری کا عبرتناک انجام	12
13	2. **دوسرا وہ شخص جو صدقہ دینے کی عادت رکھتا ہو**	14
14	3. **تیسرا وہ شخص جو اللہ والوں کی صحبت رکھتا ہو**	15
16	▪ نیکی کی مجالس سے گناہوں کی مغفرت	16

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
17	4. **چوتھا وہ شخص جو کثرت سے شکر ادا کرنے والا ہو**	16
18	▪ نعمتوں کے بڑھنے کا دارومدار شکر پر ہے	17
19	▪ شکر گزاری پر ایک اہم تحقیق	18
20	**مقصدِ حیات "موت کو کثرت سے یاد کرنا"**	19
21	آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں	21
22	**موت کی تیاری**	21
23	آخرت کی فکر کرنے والا بادشاہ	22
24	موت کی یاد زندگی تبدیل کر دیتی ہے	25
23	موت برحق ہے مگر کفن ملنے میں شک ہے	28
24	حضرت علاؤالدین عطارؒ کی زندگی کی تبدیلی کا سبب	29

جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضاء
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان دے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : أَمَّا بَعْدُ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ [1]

ترجمہ: ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے۔

ایک دن سب نے مرنا ہے بادشاہ کو بھی مرنا ہے، فقیر کو بھی مرنا ہے، نیک کو بھی مرنا ہے، گناہ گار کو بھی مرنا ہے، پڑھے لکھے کو بھی مرنا ہے اور ان پڑھ کو بھی مرنا ہے۔ غرض موت کا ذائقہ ہر ایک کو چکھنا ہے۔

اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص ائیر پورٹ پر کسی سفر کے لئے جا رہا ہوتا ہے اور سارے لوگ بورڈنگ لاؤنج میں بیٹھے ہوئے اپنے اپنے جہاز کا انتظار کر رہے

---

1 سورۃ آل عمران: 185

ہوتے ہیں۔ سب کو یقین ہوتا ہے کہ جتنے لوگوں کے پاس یہ بورڈنگ پاس ہے انہوں نے اس سفر پر جانا ہے تو کچھ لوگ پہلے اٹھ کر جاتے ہیں، پھر کچھ لوگ بعد میں اٹھ کر جاتے ہیں، اور آہستہ آہستہ سارے لوگ چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح جتنے بھی انسان آج موجود ہیں، آج سے کچھ عرصے بعد نہیں ہونگے۔ بعض کو پہلے موت آئے گی اور بعض کو بعد میں، مگر ہر نفس نے اس موت کے ذائقے کو چکھنا ہے۔

موت کا الارم

کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں موت کا الارم ملتا ہے۔ کبھی تو یہ الارم بیماری کی شکل میں ملتا ہے کہ بیماری بڑھ جاتی ہے اور رشتہ داروں کا اور قریبی عزیزوں کا ذہن بن جاتا ہے کہ اب اس بیمار نے چلے جانا ہے۔ مگر کئی مرتبہ موت الارم کے بغیر آتی ہے انسان کو پتہ ہی نہیں چلتا اور موت آجاتی ہے۔ گھر سے نکلتا ہے یہ سوچ کر کہ تھوڑی دیر میں گھر واپس آجاؤنگا اور اللہ کی شان کہ گھر سے گیا تو موت کے منہ میں گیا۔

بس ڈرائیور کی اچانک موت

ایک بس ڈرائیور اپنی بس میں سوار تھا، بس بھری ہوئی تھی اور ڈرائیور تیزی سے بس چلا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد لوگوں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا سڑک کے کنارے کھڑا ہے اور اشارہ کر رہا ہے۔ لوگوں نے بس والے کو کہا کہ بس روک دو بوڑھا آدمی ہے، ان کو بٹھا لو۔ ڈرائیور نے کہا بس کے مالک نے بس کو راستہ میں روکنے سے منع کیا ہے۔ لوگوں نے اسے سمجھایا کہ دیکھو یہ بہت بوڑھا ہے، گرمی بھی بہت ہے ان کو بٹھا لو۔ ڈرائیور نے سب

کی بات مان لی اور بس کو آہستہ کر دیا۔ جب بس پوری طرح رُک گئی تو ایک آدمی باہر اس بوڑھے آدمی کو لینے کے لئے نیچے اُترا۔ یہ ڈرائیور بہت تھکا ہوا تھا اس نے اپنا سر اسٹیرنگ پر رکھ دیا۔ مگر اس کے بعد پھر وہ سر نہ اٹھا سکا، وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ تو موت کبھی الارم دے کر آتی ہے اور کبھی الارم دیئے بغیر بھی آجاتی ہے۔

ایک CEO کا واقعہ

SAP (ایس-اے-پی) کے نام سے کمپیوٹر کا ایک Software (سوفٹ وئیر) ہے جو آج کل Multinational Companies (ملٹی نیشنل کمپنیوں) میں بڑا مشہور ہے۔ اس سوفٹ وئیر کو لوگ استعمال کرتے ہیں تو کمپنی کی پرفارمنس بڑھ جاتی ہے۔ اس کمپنی کا CEO تھا جس کا نام "رنجن داس" تھا جو کہ ہندو تھا۔ اس کی عمر 42 سال تھی اور اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں میں One of the youngest (سب سے کم عمر) CEO تھا۔ جسمانی طور پر بہت فٹ آدمی تھا، Marathoner (میراتھنر) بھی تھا اور اتنا فٹ تھا کہ دو دو گھنٹے اس کے لئے بھاگنا کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ ایک دن Workout کر کے گھر آیا، بستر پر لیٹا اور تھوڑی دیر میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ دنیا حیران رہ گئی۔ تو موت کبھی کبھی الارم دیئے بغیر آتی ہے۔

ولیمے والے دن فوت ہو گئے

پچھلے دنوں کی بات ہے ہمارے جاننے والے ڈاکٹر صاحب کے بیٹے کا ولیمہ تھا ولیمے سے ایک دن پہلے انھوں نے دعوت کے لئے پیغام بھیجا۔ اسی ولیمے والے دن اچانک حادثے

میں فوت ہو گئے۔ کسی کو پتہ نہیں کہ موت کب آئے گی یہ اتنی نامعلوم سی چیز ہے۔

میرے چچا کی اچانک موت

میرے چچا کی عمر پینتالیس (45) سال ہوئی۔ ایک دن عصر کی نماز پڑھ کر واپس آئے اور سیڑھی چڑھ کر گھر میں داخل ہوئے۔ بیوی سے کہا کہ پردے کھولو۔ انہوں نے پردے کھولے اور واپس مڑ کر دیکھا تو چچا اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ کسی کو نہیں پتہ کہ اگلا لمحہ اِس دنیا میں ہے یا اُس دنیا میں۔

عقل مند انسان کون؟

اللہ کے نبی ﷺ اپنے ساتھیوں سے پوچھا کرتے تھے:

أَيُّ النَّاسِ أَكْيَسُ (عقلمند انسان کون ہے؟)

پھر فرماتے إِنَّ أَكْيَسَ النَّاسِ أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا [1]

(موت کو یاد کرنے والا سب سے عقل مند انسان ہے)۔

اسی لئے نبی ﷺ موت کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم فرماتے تھے:

أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يعني الْمَوْتَ [2]

ترجمہ: تم کثرت سے موت کو یاد کیا کرو یہ موت لذات کو توڑتی ہے۔

1 كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال (15 / 698)

2 سنن الترمذی – ذکر الموت (4/553)

ہم جتنا بھی چاہیں کہ موت کو روک دیں، موت نے آکر رہنا ہے، یہ کسی کے ہاتھ میں نہیں۔ موت کا آنا ہم سب کے لئے سب سے بڑی پریشانی ہے مگر حدیث پاک سے پتہ چلتاہے کہ مومن بندے کے لئے موت کا آنا اتنی بڑی پریشانی نہیں ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ (1)

ترجمۃ: مومن کے لئے موت ایک تحفہ ہے۔

حضرت حبان بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ (2)

ترجمۃ: موت ایک پُل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملاتا ہے۔

تو یہ موت اللہ سے ملانے کا ذریعہ ہے۔

سب سے بڑی فکر "اللہ کو راضی کرنا"

فطری طور پر ہر انسان میں موت کا خوف ہوتا ہے حالانکہ یہ اتنی بڑی پریشانی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ موت اس حال میں آئے کہ اللہ راضی ہو۔ یہ سب سے بڑی پریشانی ہے اگر یہ پریشانی حل ہوگئی تو سمجھ لیں کہ سب سے بڑی پریشانی حل ہوگئی۔ کیونکہ دنیا کی زندگی بہت ہی تھوڑی ہے اور آخرت کی زندگی کبھی نہ ختم ہونے والی ہے۔

---

(1) شعب الإيمان - البيهقي (7/253)

(2) التذكرة للقرطبی (1/4)

قرآن پاک میں ہے:

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا [1]

ترجمۃ: جس دن یہ اس کو دیکھ لیں گے، اس دن انہیں ایسا معلوم ہو گا جیسے وہ (دنیا میں یا قبر میں) ایک شام یا ایک صبح سے زیادہ نہیں رہے۔

اچھی موت کے حقدار چار طرح کے لوگ

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ [2]

ترجمۃ: کہ جس کا آخر کلام "لا الہ الا اللہ" ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

یہ بڑی فکر ہے کہ انسان کے آخری وقت میں اسکی زبان سے کلمہ جاری ہو جائے انسان آخری وقت میں اپنے رب کے پاس اس حالت میں جائے کہ اللہ اس سے راضی ہو۔ کئی مرتبہ انسان موت کو بھول بیٹھتا ہے۔ مگر موت کو کثرت سے یاد کرنے والا انسان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور وہ اتنا زیادہ ہی اللہ کو راضی کرنے کے راستوں میں لگا رہتا ہے۔

قرآن وحدیث سے چار طرح کے لوگوں کا پتہ چلتا ہے کہ جنہیں اچھی موت کی امید ہے۔

---

1. سورۃ النازعات: 46
2. سنن ابو داؤد - باب فی التلقین (159/3)

1. نگاہوں کی حفاظت کرنے والا

چار لوگ جن کو اچھی موت کی امید ہے ان میں سے پہلا شخص وہ ہے جو اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتا ہے۔ ہر اس چیز سے اپنی نگاہ بچائے رکھتا ہے جس کو شریعت نے دیکھنے سے منع کیا ہے۔ اپنے اس عمل کی وجہ سے اس کا ایمان ایسا ہو گا کہ وہ اس کی مٹھاس اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي أَبْدَلْتُهُ إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ [1]

ترجمہ: بُری نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے جس نے میرے ڈر کی وجہ سے (بد نظری) چھوڑی، میں اسے ایسا ایمان عطا کرونگا جس کی حلاوت وہ دل میں محسوس کرے گا۔

معلوم ہوا کہ جو انسان اپنی نگاہ کی حفاظت کرتا ہے وہ اچھی موت کی امید رکھتا ہے۔ یعنی اس کو اللہ کی رضا کے ساتھ موت آئے گی۔

دفتری امور میں نظر کی حفاظت

ہمارے جاننے والے کا ایک واقعہ ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے بزنس میٹنگ کے سلسلے میں چین جانا پڑا۔ میٹنگ سے کچھ دیر پہلے پتہ چلا کہ دوسری کمپنی کی طرف سے دو چینی خواتین میٹنگ کرینگی۔ مجھے پریشانی لاحق ہوگئی کہ اتنی اہم میٹنگ ہے، کمپنی نے مجھے نمائندہ بنا کر بھیجا

1. المعجم الكبير للطبراني (173/10)

ہے اور اب خواتین کا سامنا کرنا ہو گا۔ کہتے ہیں کہ میٹنگ شروع ہوئی اور چار گھنٹے مسلسل چلی۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان چار گھنٹوں میں ایک مرتبہ بھی اس عورت کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ جو اس طرح اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتا ہے اسے اچھی موت کی امید ہے۔

غلط نگاہ ڈالنے والے کو سلبِ ایمان کا خطرہ

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص غلط نگاہ ڈالنے کا عادی ہوتا ہے کئی مرتبہ اس کا آخری وقت میں ایمان سلب کر لیا جاتا۔ اس بات کو سمجھانے کے لئے ہمارے بزرگوں نے دلیل دی کہ جو انسان غلط نگاہ ڈالتا ہے در حقیقت اپنے دل میں کسی غیر کی محبت کو بساتا ہے۔ اللہ رب العزت کے ساتھ کسی اور کو دل میں جگہ دیتا ہے، شریک کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَآءُ[1]

ترجمۃ: بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کی مغفرت نہیں کرتے جو شرک کرتا ہے اور شرک کے علاوہ جس کے گناہ چاہے معاف کریں۔

نتیجہ یہ کہ موت کے وقت ایسے بندے کا ایمان سلب کر لیا جاتا ہے۔ اس لئے اپنی نگاہوں کو پاک صاف رکھنا چاہئے۔

بد نظری کا عبرتناک انجام

کتابوں میں واقعہ لکھا ہے کہ ایک مسجد کا مؤذن اذان دینے کے لئے مسجد کے مینار

---

1 سورۃ النساء:116

پر چڑھا۔اُس بستی میں مسلمان اور عیسائی ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ یہ مینار پر اذان دینے کے لئے چڑھا، مسجد کے برابر میں عیسائیوں کا گھر تھا۔ مؤذن کی اس گھر کے اندر کسی عورت پر نگاہ پڑی اور اس عورت سے نگاہ ہٹانے کی بجائے نگاہ جمالی۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر پکڑ آئی اور اس کے دل میں وہ کیفیت بنی کہ اذان دینے کے بجائے خیال آیا کہ میں جاکر اس عورت سے نکاح کرلوں چنانچہ مینار سے واپس نیچے اترا اور نیچے اتر کر عیسائیوں کے گھر میں گیا اور کہا کہ تمھاری بیٹی سے شادی کرنی ہے لڑکی کے باپ نے کہا کہ ہم تمہیں جانتے بھی نہیں کہ تم کون ہو ؟اس نے کہا کہ میں مسجد کا مؤذن ہوں ۔ عیسائی نے کہا کہ ہم اپنے بچوں کی شادی مسلمانوں کے ساتھ نہیں کرائیں گے، تم اگر عیسائیت قبول کرلو تو پھر ہم شادی کروائیں گے ۔بد نظری کی وجہ سے دل پلٹ چکا تھا لہذا اس شادی کے لئے عیسائی بننے کو تیار ہو گیا اور اسکے باپ کے کہنے پر عیسائیت قبول کرلی۔ پھر دل میں آیا کہ اچھا اذان تو دے دوں کسی کو کیا پتہ کہ مسلمان ہوں یا عیسائی ہوں۔ابھی اذان نہیں دونگا تو شور مچے گا۔تو اذان دینے کے لئے مینار پر چڑھنے کی کوشش کی وہاں سے پیر پھسلا اور اسی عیسائیت کی حالت میں فوت ہو گیا۔

2. وہ شخص جو صدقہ دینے کی عادت رکھتا ہے

چار لوگ جن کو اچھی موت کی امید ہے ان میں سے دوسرا شخص وہ ہے جو صدقہ دیتا ہو۔ حدیث پاک میں ہے:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ، وَتَدْفَعُ عَنْ مِيتَةِ السُّوْءِ [1]

(1) سنن الترمذي— فضل الصدقة (3/ 52)

ترجمہ: بیشک صدقہ اللہ کے غصے کو دور کرتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے۔

جس آدمی کی طبیعت صدقہ دینے کی ہے گو کہ دوسرے بڑے بڑے اعمال نہیں کرتا تو صدقہ دینے کی برکت سے امید رکھ سکتا ہے کہ اسے اللہ کی رضا والی موت آئے گی۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ جو آدمی چھپ کر صدقہ کرتا ہے اور کسی سے تعریف کی امید نہیں رکھتا ایسے شخص کو نہ صرف اچھی موت ملے گی بلکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے خاص لوگوں میں شامل فرمائیں گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ:..........وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ[1]

ترجمہ: کل قیامت کے دن سات لوگوں کو عرش کا سایہ ملے گا جب کوئی اور سایہ نہیں ہو گا یعنی یہ سات قسم کے لوگ اربوں کھربوں لوگوں میں نمایاں ہونگے اللہ کے قریبی ہونگے سب کو پتہ ہو گا کہ ان کے ساتھ خیر کا معاملہ ہی ہو گا اور فرمایا ان میں سے ایک وہ ہو گا جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے تو بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔

3. تیسرا وہ شخص جو اللہ والوں کی صحبت رکھتا ہو

وہ چار لوگ جن کو اچھی موت کی امید ہے ان میں سے تیسرا شخص وہ ہے جو اللہ والوں کی صحبت میں آتا جاتا ہو۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

(1) صحیح البخاری – من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ و فضل (1/ 133)

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت ایک شعر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس میں مجھے اشکال وارد ہوا ہے۔ پھر وہ شعر پڑھا

ع یک زمانہ صحبت با اولیاء............ بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا۔

(ایک تھوڑا سا وقت اللہ والوں کی صحبت میں گزارنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بھی بہتر ہے۔)

پھر خود عرض کرنے لگے کہ شعراء حضرات کبھی کبھار بہت مبالغے سے کام لیتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تھوڑا وقت جو اللہ والوں کی صحبت میں گزار دے سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس شعر کو اس طرح نہیں پڑھوں گا بلکہ میں کہوں گا:

ع یک زمانہ صحبتِ با اولیاء........ بہتر از لکھ سالہ طاعتِ بے ریا۔

(اللہ والوں کی تھوری دیر کی صحبت لاکھوں سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔)

اب تو مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بھی پریشان ہو گئے کہ میں ہزار سال پر مبالغہ سمجھ رہا تھا اور حضرت نے تو لاکھ سال فرما دیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی دلیل دی کہ حدیث پاک میں آتا ہے: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ [1]

تَرجَمَہ: یہ وہ اللہ والے بندے ہیں کہ جن کے ساتھ بیٹھنے والا کبھی بد بخت نہیں ہو گا۔

بد بخت تو وہ ہوتا ہے جو جہنم میں جائے گا۔ بندہ جتنی بھی عبادت کر لے وہ اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ بد بخت نہیں ہو گا۔ ہمیں اپنی عبادتوں پر بھروسہ نہیں۔ مگر اللہ والوں کی صحبت ایسی چیز ہے کہ حدیث میں آ گیا کہ ان کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں ہوتا۔ اس لئے اس شعر میں مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت یہی ہے۔ جو اللہ والوں کی صحبت میں آنا جانا رکھتا ہے اسے اچھی موت کی امید ہے۔

---

1 صحیح البخاري- باب من انتظر حتی تدفن (86/8)

نیکی کی مجالس سے گناہوں کی مغفرت

حدیثِ پاک میں آتا ہے:

إن للهِ مَلائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلاً يَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِساً فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضاً بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَؤُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا.....الخ[1]

ترجمۃ: جب لوگ مختلف علاقوں سے جمع ہوتے ہیں اور ان کا مقصد صرف اللہ کو یاد کرنا ہوتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی دنیاوی غرض نہیں ہوتی تو ایسی مجلسوں میں جب لوگ بیٹھ کر اللہ کو یاد کر رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بات سن رہے ہوتے ہیں فرشتے ایسی مجلسوں کو ڈھانپ لیتے ہیں، اتنا ڈھانپتے ہیں کہ فرشتے بڑھتے بڑھتے آسمانِ دنیا تک اور اللہ کے عرش تک پہنچ جاتے ہیں۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے وہاں پوچھتے ہیں کہ یہ جو لوگ نیچے ہیں یہ کون ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو تجھے یاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ یہ کیا چاہتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ یہ جنت میں جانا چاہتے ہیں، جہنم سے بچنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ صرف میری یاد کیلئے بیٹھے ہیں۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے ان کو جنت میں داخل کر دیا اور جہنم سے محفوظ کر دیا۔

جو شخص نیکی کی مجالس میں آتا جاتا ہے نیک لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور نیکی کی باتیں سننے کا شوق رکھتا ہے۔ ایسے انسان کو اللہ کی رضا والی موت کی امید ہوتی ہے۔

4. چوتھا وہ شخص جو کثرت سے شکر ادا کرنے والا ہو

وہ چار لوگ جن کو اچھی موت کی امید ہے ان میں سے چوتھا شخص وہ ہے جو

1. صحیح مسلم — باب معرفة الرکعتین الخ (2069/4)

کثرت سے شکر ادا کرنے والا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کی طبیعت کے اندر شکر گزاری بہت ہوتی ہے اگرچہ نیک اعمال زیادہ نہیں ہوتے۔ ایسا انسان جو کچھ اللہ نے دیا ہوتا ہے اس پر راضی ہوتا ہے۔ زبان سے شکر ادا کرتا ہے اور دل میں بھی شکوے نہیں کرتا۔

ایسے شخص کے بارے میں حدیثِ پاک میں آتا ہے:

مَنْ رَضِيَ مِنَ اللهِ بِالْيَسِيرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللهُ مِنْهُ بِالْيَسِيرِ مِنَ الْعَمَلِ [1]

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے تھوڑے اعمال پر بھی راضی ہو جائیں گے۔

اس کی طبیعت کے اندر شکر گزاری ہے، تھوڑے اعمال لائے گا مگر ہر وقت شکر ادا کرتا ہو گا کہ اللہ نے بہت دیا، مجھے میری اوقات سے بڑھ کر دیا۔ ایسے بندے کیلئے کل قیامت کے دن آسانی ہے ایسا بندہ اچھی موت کی امید رکھ سکتا ہے۔

نعمتوں کے بڑھنے کا دارومدار شکر پر ہے

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں اور یہ قرآنی فیصلہ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ [2]

ترجمہ: اگر تم اللہ کا شکر ادا کرو گے اللہ تعالیٰ نعمتوں کو بڑھائیں گے۔

ہم آج سمجھتے ہیں کہ شکر ادا کرنے سے نعمتیں نہیں بڑھتیں بلکہ شکایت کرنے

---

1. شعب الإيمان (6/322)
2. سورۂ ابراہیم: 7

سے نعمتیں بڑھتی ہیں۔ بچہ کہتا ہے کہ میں والد کو ہر وقت کہوں گا کہ میرے پاس کچھ نہیں تو مجھے زیادہ ملے گا۔ بیوی کہتی ہے کہ میں شوہر کو ہر وقت شکایت کروں گی تب جا کر مجھے زیادہ ملے گا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شکایت زیادہ کریں گے کہ کچھ نہیں ہے تو پھر شاید زیادہ ملے گا، ہماری Complain کوئی سنے گا تو زیادہ ملے گا اور قرآن فرمارہاہے تم اگر شکر زیادہ کروگے تو ہم ضرور بالضرور نعمتوں کو بڑھادیں گے۔ یہ قرآنی فیصلہ ہے۔ نعمتیں اس شخص کی بڑھتی ہیں جو خوب شکر ادا کرتا ہے۔

اس لیے مشائخ کا ایک قول ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شکر ادا نہیں کرتا چاہے اس کے پاس پوری دنیا کی بادشاہت کیوں نہ ہو، چاہے پوری دنیا کے لوگ اس کے مطیع کیوں نہ ہوں، اس کا غم دور نہیں ہوگا۔ جو شکر ادا نہیں کرتا وہ غموں میں گھرا ہوا ہے.

غم دور کرنے والی دوائی کو شکر کہتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں ہم Depression کیلئے Antidepressants لیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ Depression کیلئے شکر ادا کرنا چاہیے۔

شکر گزاری پر ایک اہم تحقیق

University of South California (یونیورسٹی آف ساؤتھ کیلفورنیا) کے ایک Psychologist (سائیکولوجسٹ)، Dr.Robert Emmon نے شکر گزاری پر کئی سال تحقیق کی۔ ان کی تحقیق کا لب لباب یہ تھا کہ شکر گزار بندہ سکون والی زندگی گزارتا ہے۔

ان کی تحقیق یہ تھی دو سو (200) لوگوں سے کہا کہ آپ نے پانچ چیزوں کے نام

لکھنے ہیں اور ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا ہے اور یہ کام آٹھ ہفتے تک کرنا ہے۔ مثال کے طور پر اچھا کھان کھایا، بچوں کا Result اچھا آیا، سورج غروب ہونے کا خوبصورت نظارہ دیکھنا اور اسی طرح کی دیگر چیزوں پر انسان شکر ادا کر سکتا ہے۔

اسی طرح سے ایک اور گروپ بنایا جس کو کہا کہ آپ نے شکر ادا نہیں کرنا ہے یعنی ان کو کچھ نہیں کہا گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دو مہینے بعد ان سب کا Interview کیا اس Interview سے یہ بات سامنے آئی کہ شکر ادا کرنے والے لوگ، شکر ادا نہ کرنے والے لوگوں کے مقابلے میں پانچ چیزوں میں بہتر تھے:

1. ان کو نیند جلدی آتی تھی۔
2. ان کو پُر سکون نیند آتی تھی۔
3. نیند سے بیدار ہوتے ہوئے ان کا موڈ خوشگوار ہوتا تھا۔
4. زندگی کے بارے میں زیادہ پُر امید تھے۔
5. بیماریوں سے کافی حد تک دور تھے۔

اسی لئے Dr.Robert Emmon نے لکھا کہ:

"If you want to sleep well, then don't count sheeps, count blessings!"

(آپ اچھی نیند چاہتے ہیں تو بھیڑیں شمار نہ کریں بلکہ نعمتوں کو شمار کیجئے۔)

مقصدِ حیات "موت کو کثرت سے یاد کرنا"

مومن کی زندگی کا مقصد موت کے وقت کامیاب ہونا ہے۔ اس سے بڑا مقصد کوئی نہیں ہے ہم اس مقصد سے تھوڑا سا پیچھے رہ گئے ہیں۔ غفلت آجاتی ہے، موت کو بڑا

غیر ضروری سمجھا جاتا ہے، بیان کے اندر تو ہم پھر بھی موت کے Topic سُن لیں گے مگر انفرادی طور پر اگر کسی سے جا کر کہے کہ آج تم نے موت کو یاد کیا؟ وہ کہے گا کہ یہاں سے نکل جاؤ تم اتنی بُری بات کر رہے ہو۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ نبی ﷺ انفرادی طور پر لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ موت کو کتنا یاد کیا؟ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جواب دیتے تھے کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! موت کی اتنی یاد غالب ہے کہ نماز پڑھنا شروع کرتے ہیں تو یقین نہیں ہوتا کہ نماز پہلے مکمل ہوگی یا موت پہلے آجائے گی۔ تو نبی ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھاتے تھے کہ موت کو کثرت سے یاد کرنا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے:

أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يعني اَلْمَوْت (1)

ترجمہ: تم کثرت سے موت کو یاد کیا کرو یہ موت لذات کو توڑتی ہے۔

موت کی یاد لذتوں میں اور گناہوں میں گھرے ہوئے بندے کو بھی راہِ راست پر لے آتی ہے۔

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَكْيَسَ النَّاسِ أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا (2)

ترجمہ: تم میں سے سب سے عقلمند انسان وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا ہے۔

جو موت کو یاد رکھ کر فیصلے کرتا ہے وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے۔ آج ہم کہتے ہیں کہ میرے سامنے موت کی بات نہیں کیا کرو۔ مگر اللہ کے نبی ﷺ خود بھی موت کو یاد

---

(1) سنن الترمذی - ذکر الموت (553/4)

(2) کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال - (15 / 698)

کرتے تھے اور اس کو یاد کرنے کا حکم بھی فرماتے تھے لہذا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کثرت سے موت کو یاد کرتے تھے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ نے ایک آدمی کو اسی کام کیلئے مقرر کیا ہوا تھا کہ تم لوگوں کی مجلسوں میں جاؤ جہاں مسلمانوں کی محفلیں لگتی ہیں، دعوتیں ہوتی ہیں تم وہاں بیٹھ کر موت کا تذکرہ کرنا تاکہ ان کو موت یاد رہے، وہ موت سے غافل نہ ہو جائیں۔ آج ہم اس موت کے تذکرے کو بہت ہی غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر جس کو موت کا استحضار ہو گمراہ نہیں ہو سکتا۔ بڑے سے بڑا اللہ کا نافرمان اگر اس موت کو سنجیدگی سے یاد کرلے وہ سب سے نیک بندہ بن سکتا ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

ہمارے جاننے والا ایک بیس سال کا نوجوان تھا۔ صحت مند اور تندرست، بھاگنے والا، دوڑنے والا۔ اچانک موت آگئی اور دنیا سے چلا گیا، تو کئی بار موت ایسے آتی ہے کہ موقع ہی نہیں ملتا۔

ہمارے ایک عزیز بڑی عمر کے صاحب تھے اتنے فٹ تھے کہ ہر روز Tennis کھیلتے تھے۔ ہفتے میں دو دن شکار کرتے تھے، اتنے فٹ آدمی نے China اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کا ارادہ کیا کہ چھٹیوں پر جاؤں گا اور اس کیلئے تصویر کھنچوانے گئے تھے۔ تصویر کھنچوانے کیلئے گاڑی سے نکلے تو موٹر سائیکل والے نے مارا اور اسی وقت انتقال ہو گیا۔

موت کی تیاری

اگر ابھی ہمیں آکر کوئی کہے کہ ابھی ابھی عمرے کیلئے چلو اگرچہ ہم سب کو بڑا

شوق ہے کہ ہم عمرے پر جائیں، اللہ کا گھر دیکھیں مگر ہم کہیں گے اس وقت ہم نہیں جا سکتے کچھ نہ کچھ تیاری کرنی ہوگی۔ بیوی بچوں کو بتانا ہے، کام کاروبار ہے، اپنے پیچھے کام کی ترتیب بناؤنگا، چیزیں لے کر جاؤں گا، تب ہی عمرے پر جاؤں گا۔ گو کہ مجھے بڑا شوق ہے، میں جانا چاہتا ہوں لیکن ابھی ابھی نہیں آسکتا۔

لیکن موت ایک ایسی چیز ہے کہ اس طرح آجاتی ہے انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ جتنے بھی اس دنیا کے سفر ہیں ان کی تیاری کی جاتی ہے اس لیے اس سفر کی بھی تیاری ضروری ہے۔اس لیے نبی ﷺ نے بار بار فرمایا کہ موت کو یاد کرو، اس کی تیاری کرو، اس بات سے ڈرو موت اس حالت میں آئے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔

آخرت کی فکر کرنے والا بادشاہ

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کے ایک بادشاہ گزرے ہیں، بڑے اللہ والے تھے، جب گورنر تھے تو شاہانہ (Lavish) زندگی تھی، ان کے پاس اتنے کپڑے تھے کہ کپڑوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے ساٹھ (60) اونٹوں کی ضرورت پڑتی۔ جب بادشاہ بنے تو ان کے پاس صرف ایک جوڑا تھا اسی کو جمعہ کے دن دھوتے تھے اور جب وہ جوڑا سوکھ جاتا تو اسے پہن کر جمعہ کیلئے جاتے تھے۔

کسی نے پوچھا کہ بادشاہ سلامت جب گورنر تھے تو ساٹھ (60) اونٹوں پر آپ کے کپڑے آتے تھے۔ اب بادشاہ بنے ہیں تو آپ کے پاس ایک ہی جوڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دراصل جب میں گورنر تھا تو میری زندگی کا یہ مقصد تھا کہ بادشاہ بن جاؤں۔ اب جب بادشاہ بن گیا ہوں تو اب مقصد یہ ہے کہ جب موت آئے تو اس وقت اللہ راضی ہو۔

میرا ایک چچا بادشاہ تھا، اس چچا کے تین بیٹے بھی بادشاہ تھے۔ اس چچا کو بھی میں نے قبر میں ڈالا اس کے تین بیٹوں کو بھی میں نے قبر میں ڈالا۔ مجھے پتہ چلا کہ آدمی بادشاہ بھی بن جائے تو آخری مقام یہ قبر ہی ہے، اسی میں جانا ہے تو فکر بڑھتی گئی۔

بیوی جو تھی وہ تین بادشاہوں کی بہن، ایک بادشاہ کی بیٹی اور ایک بادشاہ کی بیوی تھی، ظاہر ہے کہ اس کو تینوں بھائیوں نے بھی سونا دیا تھا، باپ نے بھی سونا دیا تھا۔ سارا کا سارا بیت المال (Public Fund) سے آتا تھا۔ شوہر نے کہا جتنا سونا میں نے تجھے دیا ہے جتنا تیرے بھائیوں نے دیا ہے اور جتنا تیرے باپ نے دیا ہے، سارا کا سارا عوام کا مال ہے، اس کو واپس کر دے۔ اسے بھی آخرت کی فکر ہوئی، اس نے کہا ٹھیک ہے یہ سارا واپس کر دیتی ہوں۔ بادشاہ بننے کے بعد اپنی تنخواہ مقرر کی اور وہ تنخواہ اتنی کم تھی کہ مشکل سے بادشاہ کا گزارہ ہوتا تھا۔ تو کہاں پہلے والے بادشاہ تھے جو اتنے شاہانہ (Lavish) خرچ کرتے تھے اور یہ اتنا کم خرچ تھا کہ مشکل سے کھانے پینے کو ملتا تھا۔ حتیٰ کہ گھر کی مرمّت بھی بادشاہ خود کرتے تھے۔

عید کا دن آیا تو بچوں نے نئے کپڑوں کی فرمائش کی۔ عید سے دو چار دن پہلے بیوی نے کہا کہ بچوں کے نئے کپڑے بنانے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ تنخواہ تو ختم ہو گئی ہے۔ اب مزید بیت المال سے پیسے نہیں نکالوں گا، مجھے آخرت کی فکر ہے۔ اب یہ رونے لگ گئی، تین بادشاہوں کی بہن ایک بادشاہ کی بیٹی، ایک بادشاہ کی بیوی تھی۔ تھوڑی دیر سوچا پھر بادشاہ کے پاس آئی اور کہا میں آپ کو نہیں کہتی کہ آپ بچوں کیلئے بیت المال سے مزید پیسے لیں مگر آپ اگلے مہینے کی تنخواہ (Advance) میں لے لیں تاکہ بچوں کے عید کے کپڑے بن جائیں۔ سارا زمانہ نماز پڑھنے نئے کپڑے پہن کر آیا ہو گا ہمارے بچے پرانے کپڑے پہنیں گے۔

بادشاہ کا اپنا بھی دل تھا کہ کسی طرح سے بچوں کے کپڑے بن جائیں۔ بادشاہ نے

کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے ۔ اگلے مہینے کی تنخواہ کو میں (Advance) لے لیتا ہوں. بادشاہ خزانچی کے پاس گئے اور کہا کہ بچوں کے عید کے کپڑے بنانے ہیں اگلے مہینے کی تنخواہ مجھے (Advance) میں دے دو۔ جب بادشاہ آخرت کی فکر کرنے والا ہوتا ہے تو پوری (Team) بھی آخرت کی فکر کرنے والی ملتی ہے. خزانچی نے کہا بادشاہ سلامت بالکل میں آپ کو اگلے مہینے کی تنخواہ (Advance) میں دے دیتا ہوں صرف اتنا کر دیجئے کہ ایک کاغذ پر مجھے لکھ دیجئے کہ جب اگلے مہینے آپ مجھے یہ پیسے واپس کریں گے اس وقت تک آپ زندہ ہوں گے۔

بادشاہ نے کہا تو نے میری آنکھیں کھول دیں۔ مجھے یہ پیسے نہیں چاہیے ، گھر جا کر کہہ دیا کہ اس معاملہ پر اب کوئی بحث نہیں ہو گی۔ بچے بھی مان گئے، بیوی بھی مان گئی، عید کا دن آگیا۔ بادشاہ کے دل میں غم تھا کہ اپنے بچوں کے لئے عید پر نئے کپڑے نہیں بنا سکا ۔ عید کے دن نماز پڑھنے آئے تو دیکھا کہ سب بچوں نے نئے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بادشاہ کے بچوں نے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے نماز پڑھا کر بادشاہ نے اپنے بچوں کو بلایا اور کہا کہ بیٹا مجھے معاف کر دو۔ جب والد آخرت کی فکر کرنے والا ہوتا ہے تو اولاد بھی آخرت کی فکر کرنے والی ہوتی ہے۔ بیٹے نے کہا آپ کس بات پر معافی مانگ رہے ہیں ؟ آپ کے اس عمل پر ہم پریشان نہیں ہوئے، غمزدہ نہیں ہوئے، بلکہ فخر سے ہمارا سر بلند ہو گیا کہ میرا باپ وہ بادشاہ ہے جو ایک روپیہ بھی ناجائز خرچ نہیں کرتا۔ اور آخرت کی اس قدر فکر رکھتا ہے۔

جب انسان آخرت کا سوچتا ہے تو سارے گناہ چھوڑنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسی لئے تو

نبی ﷺ نے فرمایا: أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ یعنی اَلْمَوْت[1]

ترجمہ: تم موت کو کثرت سے یاد کرو، یہ لذات کو توڑنے والی چیز ہے۔

موت کی یاد زندگی تبدیل کر دیتی ہے

پاکستان کی ایک بہت بڑی تعمیراتی کمپنی کے مالک تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا تھا۔ مال کی اتنی وسعت نے انہیں عیاش بنادیا تھا اور انہیں نہ نماز کی فکر، نہ دین کی فکر تھی۔ سال میں کئی دفعہ دنیا کے مختلف ممالک میں سیر و تفریح کے لئے جاتے اور خوب عیاشی کرتے۔ انہیں شادیاں کرنے کا بڑا شوق تھا اور شادی کے علاوہ بھی بہت عورتوں سے ناجائز تعلق تھا۔ سو فیصد غفلت والی زندگی تھی اور اسی غفلت میں جوانی سے بڑھاپے میں قدم رکھا مگر لذتوں نے ایسا جکڑا ہوا تھا کہ موت سے بھی غافل ہو گئے تھے۔ یوں ہی زندگی گزر رہی تھی کہ اچانک ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ پہلی مرتبہ لاش کو اتنے قریب سے دیکھا اور چونکہ والدہ تھیں تو پھر قبرستان بھی جانا پڑا اور قبر میں بھی اترنا پڑا۔ والدہ کو اتارنے کیلئے پہلی مرتبہ قبر کو اندر سے دیکھا تو ذہن میں یہ آیا کہ ایک دن میں نے بھی مرنا ہے اور قبر میں جانا ہے۔ جس طرح میں اپنی والدہ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں، مجھے بھی ایک دن لوگ اس اندھیری جگہ میں چھوڑ کر جائیں گے۔ ان ہی سوچوں میں اس کے کچھ دن گزرے اور موت کی یاد مسلط ہو گئی۔ اتفاق سے والدہ کی موت کے چند دن بعد کسی بزرگ کا بیان ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ اصل پریشانی یہ نہیں کہ موت نے ایک دن آنا ہے بلکہ اصل پریشانی کی بات یہ ہے کہ موت اس حال میں آئے کہ اللہ ناراض ہوں۔ ان بزرگ کی پُر اثر گفتگو نے تو اس کے

---

[1] سنن الترمذی-ذکر الموت (553/4)

سوچنے کے انداز کو ہی بدل دیا۔ بیان کے بعد ان کے پاس گیا اور کہا کہ حضرت میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ مجھے بھی مرنا ہے مگر اب یقین ہو گیا ہے کہ مجھے بھی ایک دن مرنا ہے اب میں کیا کروں؟ اس موت کی تیاری کیسے کروں؟ میں بھی چاہتا ہوں کہ میری زندگی اس حال میں گزرے کہ موت کے وقت اللہ راضی ہوں۔ مگر میں نے اتنے گناہ کئے ہیں اور اتنی غفلت میں ڈوبا ہوا ہوں کہ میری زندگی بہتر نہیں ہو سکتی۔ بزرگ نے سمجھایا کہ تم اب بھی اگر سچی توبہ کرو گے تو اللہ رب العزت سارے گناہ معاف کر دینگے۔ بس پچھلے گناہوں پر اللہ سے معافی مانگو اور نیت کرو کہ یا اللہ میں اب گناہ نہیں کروں گا، یہی توبہ ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت اگر اب میں نیت کر بھی لوں کہ میں نے گناہ نہیں کرنا تو مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ کیا چیز گناہ ہے؟ کیا چیز حلال ہے اور کیا چیز حرام ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ آپ کے جاننے والوں میں کوئی ایسا جو دین سمجھنے والا ہو اسے کہیں کہ آپ کے ساتھ ایک مہینہ گزارے۔ وہ آپ کی زندگی کو قریب سے دیکھے۔ جس چیز کو وہ کہے کہ حرام ہے اس کو چھوڑ دو۔ اس طرح ایک ایک کر کے آپ کے گناہ چھوٹتے جائینگے۔ اگر آپ واقعی پکی توبہ کرنا چاہتے ہیں اور اس حال میں مرنا چاہتے ہیں کہ اللہ آپ سے راضی ہوں تو ایسا کرنا پڑے گا۔

وہ واقعی اپنی توبہ میں پکا تھا اور اچھی موت کی فکر نے اس کی تمام لذات کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔ اس نے ایک عالم سے گزارش کی کہ ایک مہینہ میرے ساتھ گزاریں اور میرے گناہوں کی نشاندہی کر دیں تا کہ میں انہیں چھوڑ سکوں۔ عالم نے ایسا ہی کیا اور جس عمل کے بارے میں کہتے کہ یہ نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے تو وہ بزنس مین اسے چھوڑ دیتا۔ حتی کہ جتنی بھی عورتوں سے ناجائز تعلقات تھے وہ سب چھوڑ دیئے اور کاروبار میں جو حرام اور ناجائز معاملات تھے سب چھوڑ دیئے۔ یوں ایک ایک کر کے ہر گناہ چھوڑ

دیا اور نیکیوں میں آگے بڑھنے لگے۔ گناہ چھوڑنے سے انسان کو نیکیوں کی توفیق ملتی ہے اور جس کی زندگی میں گناہ نہیں ہوتے اس کیلئے عبادت بڑی آسان ہوتی ہے۔

اب چونکہ انہوں نے سارے گناہ چھوڑ دیئے تھے تو پانچ وقت کی نماز تو پابندی سے پڑھتے ہی تھے، اب تہجد بھی پابندی سے پڑھنے لگے۔ مالدار تو ویسے ہی بہت تھے اس لئے اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرنے لگے۔ کبھی یتیموں اور غریبوں میں پیسے تقسیم کرتے تو کبھی نئ مسجد بنانے میں تعاون کرتے۔ نیکی کی روش پر زندگی گزر رہی تھی کہ کچھ عرصے بعد ایک بورڈ میٹنگ (Board meeting) ہوئی جس کے دوران عصر کی نماز کا وقت آیا۔ میٹنگ روک دی گئی کہ نماز پہلے پڑھتے ہیں اس کے بعد میٹنگ دوبارہ شروع کر دینگے۔ ان صاحب نے اپنی فیکٹری میں مسجد بنوائی تھی، اس مسجد میں گئے اور مؤذن صاحب سے کہا کہ اذان میں دوں گا چناچہ اذان دینا شروع کی:

اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر،

أشهد أن لا إله إلّا الله أشهد أن لا إله إلّا الله

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ

یہ الفاظ کہے، اسی وقت دل کا دورہ پڑا اور انتقال ہو گیا۔ دیکھیں موت کس حالت میں آئی۔ مسجد میں آئی، باوضو آئی، اذان دیتے ہوئے آئی اور کلمہ پڑھتے ہوئے مصلیٰ پر کھڑے کھڑے موت آئی۔

انسان کو راہِ راست پر لانے کرنے کیلئے یہ ایک چیز ہی کافی ہے، اس کے دل میں یہ خیال بیٹھ جائے کہ ایک دن مرنا ہے۔ جب یہ بات ذہن میں بیٹھ جائے گی تو خود بہ خود گناہوں سے دور بھاگنا شروع ہو جائینگے۔

موت برحق ہے، کفن کے ملنے میں شک ہے

موت برحق ہے مگر کفن کے ملنے میں شک ہے۔ موت تو سو فیصد آنی ہے، اس میں کوئی شک نہیں مگر موت کے بعد کفن ملنا ہے یا نہیں اس میں شک ہے۔

پنجاب میں کسی جگہ کی بات ہے کہ بستی کے پاس ایک نہر بہا کرتی تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ اس میں ایک لاش جا رہی ہے تو انہوں نے اس لاش کو نکال لیا اور پھر اس کی تحقیق شروع کی کہ یہ کس کی لاش ہے؟ اس بستی میں تو کوئی بھی ایسا نہ ملا جو اس لاش کو جانتا ہو۔ جب کوئی بھی سامنے نہ آیا تو قریبی مسجد کے امام صاحب سے مشورہ ہوا کہ اس کا کیا کیا جائے؟ امام صاحب نے کہا کہ مسلمان لاش ہے، اس کا جنازہ پڑھتے ہیں اور دفنا دیتے ہیں۔ علاقے میں زیادہ تر غریب لوگ بستے تھے اس لئے اب یہ مسئلہ درپیش آیا کہ نمازِ جنازہ تو پڑھ لیں گے مگر اس کے کفن کا بندوبست کیسے کیا جائے۔ امام صاحب کے کہنے پر مسجد کے Loud Speaker پر اعلان کروایا گیا کہ ایک لاوارث لاش ہے جس کو کفنانے اور دفنانے کیلئے پیسوں کی ضرورت ہے لہذا لوگ تعاون کریں اور چندہ دیں۔

اعلان کے بعد لوگوں نے چندہ دینا شروع کیا، کسی نے 5 کسی نے 10 روپے دیئے۔ اس طرح چندہ جمع کر کے کفن خرید اگیا اور قبر کی جگہ لی گئی۔ ان سب انتظامات کے بعد نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ ایسی لاوارث لاش تھی کہ اس کے انتقال پر کوئی ایک آنسو بھی نہ بہا اور اس کو دفنا کر لوگ واپس آ گئے۔ تین چار مہینے بعد جب تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ قریب کے شہر کا بہت بڑا زمیندار تھا، سینکڑوں ایکڑ زمین کا مالک تھا۔ چار بڑے گھر تھے اور خوشحال گھرانہ تھا۔ اس کی کسی سے دشمنی ہوئی تو اس نے اس زمیندار کو مار کر نہر میں ڈال

دیا اور لاش پانی کے بہاؤ کے ساتھ بستی کے قریب آ گئی تھی جہاں لوگوں نے اسے نکالا۔

اتنے بڑے زمیندار کو چندے والے کفن کے ساتھ دفنایا گیا۔ اسی لئے ہمارے بڑوں نے کہا کہ موت برحق ہے مگر کفن کے ملنے میں شک ہے۔

حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کی تبدیلی کا سبب

ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کی ابتدائی زندگی غفلت والی تھی اور یہ دن بھر اپنی عطر (Perfume) کی دکان میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن ان کی دکان پر ایک اللہ والے آئے اور کافی دیر تک عطر کی شیشیوں کی طرف دیکھتے رہے مگر کچھ خریدنے کے لئے رغبت ظاہر نہ کی۔ بالآخر حضرت علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بڑے میاں آپ ان شیشیوں کو اتنے غور سے دیکھے جارہے ہیں مگر کچھ خرید بھی نہیں رہے۔ کیا مقصد ہے؟ کیا دیکھ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں جس بندے کی جان اتنی ساری شیشیوں میں بندھی ہوئی ہے اس کی جان نکلے گی کیسے؟ تو انہیں بڑا غصہ آیا اور کہنے لگے کہ بڑے میاں جس طرح آپ کی جان نکلے گی اسی طرح میری جان نکلے گی۔ بزرگ نے یہ سنا تو فرمایا کہ میری جان تو اس طرح نکلے گی۔ دکان کے سامنے چادر بچھا کر اس پر لیٹ گئے اور کہا لا إله إلا الله محمد رسول الله اور ایک کپڑا تھا اسے منہ پر ڈال لیا۔ حضرت علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ سمجھے کہ یہ بزرگ مذاق کر رہے ہیں۔ لیکن جب ان کو ہلایا تو دیکھا کہ یہ واقعی میں وفات پا چکے ہیں۔

ان کے دل پر چوٹ لگی کہ اتنی آسانی سے بھی موت آسکتی ہے۔ اسی وقت توبہ کی، اپنی زندگی کا رخ بدلا اور اللہ والوں کا راستہ اختیار کیا۔ ایک وقت آیا کہ یہ اللہ والے

بنے اور ایک کتاب ''تذکرۃ الأولیاء'' لکھی۔ پہلے غفلت بھری زندگی تھی، موت کی یاد آئی تو ایسے بدلے کہ اب دنیا ان کو حضرت علاوالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔

موت کو یاد رکھنا لذات کو توڑتا ہے اور غفلتوں کو چھڑواتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی موت کو یاد کرنے اور اس کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ع رہ کہ دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين

مراقبۂ موت

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے　　کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پہلواں کیا کیا پچھاڑے موت نے　　سرو قد قبروں میں اتارے موت نے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن　　قبر میں ہوگا ٹھکانہ ایک دن
اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن　　منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم　　چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہرو ملک و عدم　　دفعتاً اک روز یہ جائے گا تھم

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ایسی غفلت یہ تیری ہستی نہیں ۔۔۔ دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں ۔۔۔ جائے عیش و عشرت و مستی نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ حسینوں کی چٹک اور یہ مٹک ۔۔۔ دیکھ کر ہرگز نہ رستے سے بھٹک
ساتھ ان کا چھوڑ ہاتھ اپنا جھٹک ۔۔۔ بھول کر بھی پاس ان کے نہ بھٹک

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حسنِ ظاہر پر اگر جائے گا ۔۔۔ یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا
عالم فانی سے دھوکہ کھائے گا ۔۔۔ رہ نہ غافل یاد رکھ پچھتائے گا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دار فانی کی سجاوٹ پہ نہ جا ۔۔۔ نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا
پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا ۔۔۔ انہ قد فاز فوزا من نجا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

خواجہ عزیز الحسن